

ازدواجی زندگی میں عورت کا مقام: ادیان عالم اور معروف تہذیبوں کا ایک تحقیقی و تقابلی جائزہ

**The Status of a Woman in the Marital Life:
A Comparative and Analytical Study of World Religions and
well-known Cultures**

*ڈاکٹر ساجد جمیل

**ڈاکٹر نسیم اختر

Abstract

In our existing society marital life is going to be distress and unbalanced, the media has affected our family life, very badly. The question is being raised, that there is no importance of a woman in Islam, whereas a man has fully control over a woman. Further, the bill of protection for a woman is being discussed openly on media, which has created many complications and difficulties. In this regard, the help has been taken from the Islamic teachings (Qurʾān and Ahādīth), and as well as, the status of a woman has been analyzed in the light of the other religions and cultures, to clear the serious and significant matters of this draft. Islam is a nonviolent and peaceful religion, and no space for any kind of brutality. If any person himself claimed to be a Muslim, and tries to relate his own harmful thoughts with Islamic teachings, it will be his own view, whereas, Islam has no room such type of thing.

*ڈیپارٹمنٹ آف اصول الدین، یونیورسٹی آف کراچی

**ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو بین یونیورسٹی، پشاور

The aim of this research is, to highlight the status of a woman in matrimonial life, and to evaluate with Islam and, dissimilar and famed religions and cultures.

Keywords: Islam, Woman, Renowned Religions and Cultures, Marital Life

ہمارے موجودہ معاشرے میں ازدواجی زندگی بہت غیر متوازن ہوتی جا رہی ہے اور ذرا رخ ابلارغ کے پھیلاؤ نے بھی ہمارے معاشرے پر بہت منفی اثرات ڈالے ہیں اور یہ سوال اٹھا جاتا ہے کہ مسلم معاشرہ میں عورت کی کوئی قدر نہیں اور یہ کہ یہاں سارے حقوق اور فوقیت مرد کو حاصل ہے اور اس حوالے سے متعلقہ قرآنی آیات و احادیث پر بھی جرح کی جا رہی ہے۔ پھر تحفظ خواتین بل کا پیش کیا جانا اور اس معاملے پر میڈیا پر مباحثوں نے کافی شکوک پیدا کر دیے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے مقابلے میں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا جائزہ لے کر عورت (بیوی) کے مقام و مرتبہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح طور پر بیان کیا جائے تاکہ اسلام کے حوالے سے اس معاملے کی حقیقت سامنے آجائے اور یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ اسلام کی تعلیمات میں کوئی ظلم اور کسی کی ناقدری نہیں لیکن اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی عقیدت پسندی کو اسلام کا جامہ پہنائے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اسلام میں ازدواجی زندگی میں عورت کے مقام اور مرتبہ پر بات کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ مکمل اسلامی معاشرے یعنی مدنی معاشرہ سے پہلے کے اور انیسویں صدی تک کے غیر اسلامی معاشروں میں عورت (بیوی) کا کیا مقام رہا ہے تاکہ اسلام نے جو عورت (بیوی) کو قدر و منزلت دی ہے وہ بالکل واضح ہو جائے۔

عورت (بیوی) کا مقام و مرتبہ مختلف مذاہب اور تہذیبوں میں:

اسلام کے مقابل مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی پیدائش تضحیک کا نشان سمجھی جاتی تھی، عورت ذلت، حقارت اور تجارت کی انتہائی تصویر تھی، وہ تباہی، بربادی اور آفات کی وجہ قرار دی جا چکی تھی۔ ایسے میں اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کی صورت میں ایسا پیغمبر مبعوث فرمایا کہ جس نے جاہلیت کے تمام تصورات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ مرد و عورت کے واضح حقوق و فرائض متعین کر دیے۔ دونوں میں جو بھی احکام خداوندی پر عمل پیرا ہوگا اجر و ثواب پائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ -

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔¹

قبل از اسلام عرب معاشرے میں عورت (بیوی) کی حیثیت:

عربوں میں مرد کے لیے عورتوں کی کوئی قید نہ تھی، بھڑ بکریوں کی طرح جتنی چاہتا، عورتوں کو شادی کے بندھن میں باندھ لیتا تھا۔ کتب احادیث میں ان اشخاص کا ذکر موجود ہے جو قبول اسلام سے پہلے چار سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

عن حارث بن قیس قال: اسلمت وعندی ثمان نسوة، فذکرت ذلک للنبی، فقال النبی "اختر منهن اربعا"²

ترجمہ: حارث بن قیس کہتے ہیں کہ میں اسلام لایا تو میری آٹھ بیویاں تھیں، میں نے نبیؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا ان میں سے چار کو اختیار کر لو۔

اسی طرح جامع ترمذی میں ہے کہ:

عن ابن عمر، غیلان بن سلمة الثقفی اسلم و له عشر نسوة فی الجابلیة، فأسلمن معه، فأمره النبی ان یتخیر اربعا منهن۔³

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے تو دودر جاہلیت کی ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔ پس وہ بھی اسلام لے آئیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے چار کو منتخب کر لو۔

مولانا مودودی ”سیرت سرور عالم“ میں رقمطراز ہیں:

”عربوں میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے ویسے ہی محروم رکھا جاتا تھا اور لوگوں کا نظریہ یہ تھا کہ میراث کا حق صرف ان مردوں کو پہنچتا ہے جو لڑنے اور کنبے کی حفاظت کرنے کے قابل ہوں، اس کے علاوہ مرنے والوں کے وارثوں میں جو زیادہ طاقت ور اور بااثر ہوتا تھا وہ بلا تامل ساری میراث سمیٹ لیتا تھا۔“⁴

عرب میں عورت ایک قابل استعمال شے سمجھی جاتی تھی، تعدد ازدواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی، بعض شریر، عورتوں کو برسوں معلق کر کے رکھتے تھے، ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا، وہ کسی چیز کی مالک نہ تھی۔⁵

اسی تناظر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَا تَمِيلُوا مَیْلًا ۚ کُلٌّ اِلَی الْمَیْلِ فَتَنَزَّلُوهَا کَالْمُعَلَّقَةِ۔⁶

ترجمہ: اسے معلق نہ رکھو یا تو اچھی طرح حسن معاشرت کرو یا اچھی طرح رخصت کر دو۔ ان کی جاہلانہ رسوم میں سے ایک رسم ایسی بھی تھی جس سے عورت کی بے بسی کے ساتھ ساتھ اُس پر بد اعتمادی کا کھلا اظہار

ہوتا ہے، وہ رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص سفر پر جاتا تو ایک دھاگا کسی درخت کی ٹہنی کے ساتھ باندھ دیتا یا اس کے تنے کے ارد گرد لپیٹ دیتا، جب سفر سے واپس آتا تو اس دھاگے کو دیکھتا، اگر وہ صحیح سلامت ہوتا تو وہ سمجھتا کہ اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں کوئی خیانت نہیں کی اور اگر وہ اسے ٹوٹا ہوا یا کھلا ہوا پاتا تو خیال کرتا کہ اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، اس دھاگے کو ”الرتم“ کہا جاتا۔⁷

یونان میں عورت (بیوی) کی حیثیت:

اگر ہم انسانی تاریخ میں تہذیب کے آثار کا پتہ چلائیں تو ہمیں اس کا سب سے پہلا قدیم نشان یونان میں ملتا ہے، انہوں نے دنیا میں انصاف اور انسانی حقوق کے دعوے کئے اور علوم و فنون میں ترقی کی بقول ڈاکٹر خالد علوی: مسلمان علماء معاشرت نے اسلام سے پہلے کے معاشرتی حالات کو یونان سے شروع کیا ہے، کیونکہ یونان علم و تمدن کی دنیا میں امام کے فرائض انجام دے چکا ہے، بیشتر علمی، سیاسی، معاشرتی، تعلیمی اور فلسفانہ نظریات کی نسبت یونان کی طرف کی جاتی ہے یونان نے سیاسی اور معاشرتی استحکام کی بنیاد ڈالی۔⁸ مگر اس ترقی اور دعوؤں کے باوجود عورت کا مقام کوئی عزت افزا نہیں تھا، ان کی نگاہ میں عورت ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق تھی اور عزت کا مقام صرف مرد کے لیے مخصوص تھا، سقراط جو اس دور کا فلسفی تھا اس کے الفاظ میں: ”عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی چیز دنیا میں کوئی نہیں وہ دفلی کا درخت ہے کہ بظاہر بہت خوب صورت معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چڑیا اُس کو کھا لیتی ہے تو وہ مر جاتی ہے۔“⁹ یونانی فلاسفروں نے مرد و عورت کی مساوات کا دعویٰ کیا تھا لیکن یہ محض زبانی تعلیم تھی۔ اخلاقی بنیادوں پر عورت کی حیثیت بے بس غلام کی تھی اور مرد کو اس معاشرے میں ہر اعتبار سے فوقیت حاصل تھی۔ عام طور پر یونانیوں کے نزدیک عورت گھر اور گھر کے اسباب کی حفاظت کے لیے ایک غلام کی حیثیت رکھتی تھی اس میں اور اس کے شوہر کے غلاموں میں بہت کم فرق تھا وہ اپنی مرضی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی تھی، بلکہ اس کے مشورے کے بغیر لوگ اس کا نکاح کر دیتے تھے، وہ خود بمشکل طلاق لے سکتی تھی، لیکن اگر اس سے اولاد نہ ہو یا شوہر کی نگاہوں میں غیر پسندیدہ ہو تو اس کو طلاق دے سکتا تھا۔ مرد اپنی زندگی میں جس دوست کو چاہتا، وصیت میں اپنی عورت نذر کر سکتا تھا، اور عورت کو اس کی وصیت کی تعمیل مکمل طور پر کرنا پڑتی تھی، عورت کو خود کسی چیز کے فروخت کرنے کا اختیار نہ تھا۔ غرض وہاں عورت کو شیطان سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا، لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر غم کیا جاتا تھا۔¹⁰

افلاطون

کے

مطابق:

”جتنے ذلیل و ظالم مرد ہوتے ہیں وہ سب نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں۔“¹¹

عبدالقیوم ندوی لکھتے ہیں:

”درمی، عورت کو شوہر کی ملکیت قرار دیتے تھے اور منجمد جائیداد منقولہ میں اسے بھی شمار کرتے تھے۔“¹²

ایران میں عورت (بیوی) کی حیثیت: بقول پروفیسر آر تھ کر سٹن سین:

”محرمانہ شادی کرنا نہ صرف یہ کہ گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ مذہبی نقطہ نظر سے وہ کار ثواب تھا۔ وہ خون کے قریب تر رشتوں میں شادی کر سکتا تھا اور جتنی بیویوں کو چاہتا طلاق دے سکتا تھا، ایران میں زمانہ قدیم سے یہ دستور تھا کہ عورتوں کی حفاظت کے لیے مردوں کو ملازم رکھا جاتا، نیز یونان کی طرح یہاں بھی خواصوں اور دانشمندیوں کو رکھنے کا طریقہ عام تھا اسے نہ صرف مذہباً جائز قرار دیا گیا تھا بلکہ یہ ایرانیوں کی سماجی زندگی کا خاصہ بن گیا تھا۔“¹³

ایرانی معاشرے میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی اور اگر کسی درجے پر اُسے اہمیت بھی دی جاتی تو ایک غلام کی سی اہمیت مل پاتی۔ شوہر مجاز تھا کہ اپنی بیوی یا بیویوں میں سے ایک کو خواہ وہ بیابنا بیوی ہی کیوں نہ ہو، کسی دوسرے شخص کو، جو انقلاب روزگار سے محتاج ہو گیا ہو، اس غرض کے لیے دے دے کہ وہ اس کسب معاش کے کام میں مدد لے، اس میں عورت کی رضا مندی نہ لی جاتی عورت کو شوہر کے مال و اسباب پر تصرف کا حق نہیں ہوتا تھا، اور اس عارضی ازدواج میں جو اولاد ہوتی تھی، وہ پہلے شوہر کی سمجھی جاتی تھی، یہ مفاہمت ایک باضابطہ قانونی اقرار نامے کے ذریعے سے ہوتی تھی..... قانون میں بیوی اور غلام کی حالت ایک دوسرے سے مشابہ تھی۔¹⁴

یہودیت میں عورت کی حیثیت:

ہنود و یہود کی تاریخ ہو کہ عیسائیت کی مہذب و متمدن دنیا، قبل از اسلام مذاہب عالم کے مصلحین نے عورت کی عظمت و رفعت اور قدر و منزلت سے ہمیشہ انکار کیا، اور ایک اکثریت عورت کو بے زبان و پابجولاں جانور ہی سمجھتی رہی۔ یہودیت کا شمار دنیا کے ان مذاہب میں ہوتا ہے، جنہوں نے نہ صرف چند عقائد و نظریات ہی نہیں پیش کئے بلکہ ان کی بنیاد پر زندگی کے عملی مسائل سے بھی تفصیلی بحث کی ہے، لہذا اس مذہب سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ عورت کے بارے میں حقیقت پسندانہ خیالات کا اظہار کرے گا، لیکن تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ یہاں بھی باقی مذاہب کی طرح عورت کی حیثیت دگرگوں رہی۔

یہودیت نے عورت کو جو حیثیت دی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مکمل طور پر مرد کی غلام ہے اور اس کی محکوم ہے، وہ مرد کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی، حقوق ملنے کی بات تو ایک طرف رہی، اُسے تمام گناہوں کی جزا قرار دیا گیا۔

کر سٹن سین آر تھر ”ایران بھد ساسانیان“ میں رقمطراز ہیں:

یہودیت میں عورت کو جو حیثیت دی گئی ہے وہ کسی غلام و محکوم سے بڑھ کر نہیں، عورت مکمل طور پر مرد کی دست نگر ہے۔ وہ مرد کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی، مرد جب چاہے اُسے گھر سے نکال دے طلاق دے دے، مگر عورت کبھی بھی

مرد سے طلاق طلب نہ کرے یہاں تک کہ مرد میں بے پناہ ہی عیوب کیوں نہ ہوں۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بے ہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُس کی النفاقت نہ رہے تو وہ اس کا طلاق نہ لکھ کر اُس کے حوالے کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے۔¹⁵ مطلب یہ کہ اگر مرد کا اپنی عورت سے جی بھر گیا ہے تو وہ کسی بھی معاملے یا عمل کو بے ہودہ قرار دیتے ہوئے نہ صرف عورت سے جان چھڑا سکتا ہے بلکہ انتہائی تکلیف دہ صورت کے ساتھ اُسے ہمیشہ کے لیے علیحدہ کر سکتا ہے۔

عیسائیت میں عورت (بیوی) کی حیثیت:

کرائی سو سٹم (Chrysostom) جو مسیحیت کے اولیاء کبار میں شمار کیا جاتا ہے عورت کے بارے میں کہتا ہے۔ ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گرد سربانی، ایک آراستہ مصیبت۔¹⁶

عیسائیت کے مطابق مرد حاکم اور عورت محکوم ہے، کیونکہ عورت و حقیقت مرد کے لیے بنائی گئی ہے، سواں کی خدمت اور اطاعت اُس کا فرض ہوگا، جبکہ مرد چونکہ عورت کے لیے نہیں تخلیق ہوا، اس لیے اُسے عورت کی محکومی میں رہنے کی ضرورت نہیں۔

پولس رسول کُرنٹیوں کے نام اپنے دوسرے خط میں کہتے ہیں کہ: مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے، اور مرد عورت کے لیے نہیں بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی ہے، پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔¹⁷ ہندو مت میں عورت (بیوی) کی حیثیت: اپنے قدیم تمدن پر نازاں ہندوستان، کے مذہب ہندو مت نے بھی عورت کی حیثیت پامال کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اگرچہ وید میں عورتوں کی تعظیم کا تذکرہ ملتا ہے لیکن وہاں بھی اطاعت شوہر فرض ہے۔ ہندو ایک طرف تو وحدۃ الازواج کے قائل ہیں لیکن جب بیوی سے کوئی بیٹا نہ ہو رہا ہو تو مذکورہ بالا قانون کو توڑتے ہوئے کئی کئی شادیاں کرتے ہیں تاکہ بیٹا پیدا ہو۔

ہندو مت میں اگر شوہر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی اور مرد سے تعلقات پیدا کرنے کا کہہ سکتا ہے تاکہ وہ اولاد بنا سکے، یہ عورت دوسرے شخص سے ازدواجی تعلقات پیدا کرے گی حتیٰ کہ اولاد بھی جنے گی مگر بیوی اسی پہلے شوہر کی رہے گی، اور بیوی رہے گی بھی اسی پہلے شوہر کے گھرمی، اور جو اولاد دوسرے مرد سے پیدا ہوگی وہ پہلے شوہر کی اولاد کہلائے گی، اس طریقے کو نیوگ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ رگ وید میں آتا ہے کہ:

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو، تو اپنی بیوی کو ہدایت کرے کہ اسے سہاگ کی خواہش مند عورت! تو میرے سوا کسی اور خاوند کی خواہش کر (کیونکہ اب مجھ سے اولاد کی پیدائش نہیں ہو سکے گی ایسی حالت میں عورت دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ مگر اپنے عالی حوصلہ شادی کئے ہوئے خاوند کی خدمت میں کمر بستہ رہے۔¹⁸ منوسمرتی میں بھی عورت کو مرد کے خوش کرنے کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ لکھا ہے:

”اگر عورت خاوند کو خوش نہیں رکھتی اور اس کی حسرتی تدبیر نہیں کرتی تو اس کی ناخوشی کی وجہ سے سلسلہ نسل آگے نہیں چل سکتا“ اور لکھا ہے ”رات دن عورت کو بیتی کے ذریعے بے اختیار رکھنا چاہیے۔ لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کریں کیونکہ عورتیں خود مختار نہیں ہو سکتیں“۔¹⁹

اسلام میں عورت (بیوی) کی حیثیت:

اسلام نے اگر عورت کو محرومی اور ظلم و زیادتی سے نجات دلائی اور بحیثیت انسان اسے مرد کے برابر درجی عطا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَيْتِ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا -²⁰

ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔“

مندرجہ بالا آیت سے بالکل واضح ہے کہ اللہ نے مرد اور عورت دونوں کی مساوی عزت دی ہے کیونکہ یہاں لفظ "بنی آدم" آیا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں کیا گیا، یا یہ کہا گیا ہے کہ دونوں کو باقی تمام مخلوقات پر فضیلت دی۔ اور انسانوں میں آپس کی فضیلت کا معیار مرد یا عورت ہونے پر نہیں بلکہ عملی معیار ہے وہ ہے تقویٰ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ -²¹

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔“

تو جو اسلام پر جتنا مکمل اور غلطی سے پرہیز کرتے ہوئے عمل کرے گا وہی سب سے زیادہ قابل عزت ہے۔ تو اسلامی معاشرے میں یہی معیارِ تقدیر و عزت ہے، مدینہ کے معاشرہ میں ایسا ہی تھا اور اب بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس میں مرد ہونے اور عورت ہونے کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ مَسِيئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِمَّنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْتَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُدْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ - 22

ترجمہ: جو برے کام کرے گا اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا۔ اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو گا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہاں ان کو بے شمار رزق ملے گا۔

اسلام نے عورت کو ذلت اور غلامی کی زندگی سے آزاد کرایا اور ظلم و استحصال سے نجات دلائی۔ اسلام نے ان تمام فتنہ رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے وقار کے منافی تھیں اور اسے بے شمار حقوق عطا کئے۔ جن کا جائزہ درج ذیل ہے۔

عصمت و عفت کا حق:

معاشرے میں عورت کی عزت و احترام کو یقینی بنانے کے لیے اس کے حق عصمت کا تحفظ ضروری ہے۔ اسلام نے عورت کو حق عصمت عطا کیا اور مردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ اس کے حق عصمت کی حفاظت کریں:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَنْصَابِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ - 23

”(اے رسول مکرم!) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی کا موجب ہے۔ اللہ اس سے واقف ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں۔“

عزت اور رازداری کا حق:

معاشرے میں عورتوں کی عزت اور عفت و عصمت کی حفاظت ان کے رازداری کے حق کی ضمانت میں ہی مضمر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو رازداری کا حق عطا فرمایا اور دیگر افراد معاشرے کو اس حق کے احترام کا پابند کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ - فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمْ ائْذِنُوا فَاذْجِعُوا بِهِوْ أَرْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ - 24

ترجمہ: اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو اگر وہ جب تک (اس امر کی) اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ پر سلام کہو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم ان باتوں سے نصیحت حاصل کرو، اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو ان میں داخل نہ ہو، جب تک تمہیں (اندر جانے کی) اجازت نہ ملے اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے خوب واقف ہے۔“

حصول علم کا حق:

ایک مضبوط خاندان اور مستحکم معاشرہ اسی وقت جنم لے سکتا ہے جب وہاں کی عورتیں خواندہ ہوں۔ عورت اگر پڑھی لکھی نہ ہو تو اچھی نسل اور مستحکم معاشرہ ایک خواب کی صورت بن کر رہ جائے گا۔ اس لیے فرمان رسول ﷺ ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم۔²⁵

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔“

ملکیت اور جائیداد کا حق:

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا۔ وہ نہ صرف خود کما سکتی ہے بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا لَهُمْ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا لَهُنَّ .²⁶

ترجمہ: مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

إذا طلقها مريضا ورثته ما كانت في العدة ولا يرثها .²⁷

ترجمہ: اگر شوہر نے اپنی بیماری کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی تو بیوی دوران عدت اس کی وارث ہوگی لیکن شوہر اس کا وارث نہیں ہوگا۔“

مہر کا حق:

اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا۔ عورت کے حق ملکیت میں جہیز اور مہر کا حق بھی شامل ہے۔ قرآن حکیم نے مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا بلکہ انہیں تلقین کی کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں، کیونکہ وہ عورت کی ملکیت بن چکا ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَبْتَاعُوا ذُرِّيَّةَ مَنكِحَتِكُمْ الْبَنَاتِ فَإِنْ أَغْتَابَكُمُوهُنَّ فَمَا يَكْفِئِكُمْ مِنْهُنَّ خَيْرٌ لِّكُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْنَ لَعُنَ اللَّعِينِينَ .²⁸

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم بہتان تراشی کے ذریعے اور کھلا گناہ کر کے وہ مال واپس لوگے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرَهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ .²⁹

ترجمہ: تم پر اس بات میں (بھی) کوئی گناہ نہیں کہ اگر تم نے (اپنی منکوحہ) عورتوں کو ان کے چھوٹے یا ان کے مہر مقرر کرنے سے بھی پہلے طلاق دے دی ہے تو انہیں (ایسی صورت میں) مناسب خرچہ دے دو، وسعت والے پر اس کی حیثیت

کے مطابق (لازم) ہے اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق (بہر طور) یہ خرچ مناسب طریق پر دیا جائے، یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے۔

زوجیت کا حق:

مرد پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے۔ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر خاوند بیوی کو دق کرنا چاہتا تو قسم کھا لیتا کہ میں بیوی سے مقاربت نہیں کروں گا اسے اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں۔ اس طرح عورت معلقہ ہو کر رہ جاتی ہے، نہ مطلقہ نہ بیوہ (کہ اور شادی ہی کر سکے) اور نہ شوہر والی۔ کیونکہ شوہر نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ یہ رویہ درست نہیں کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے حلال ٹھہرائی ہے، انسان کا کوئی حق نہیں کہ اسے اپنے اوپر حرام قرار دے لے۔ قرآن کہتا ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِن نِّسَاءِهِمْ تَرْبِصُوا أَشْهُبًا فَأَمَّا فَإِن فَاؤُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ³⁰۔

ترجمہ: جو لوگ اپنی بیویوں کے قریب نہ جانے کی قسم کھالیں تو ان کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ اس مدت کے اندر رجوع کر لیں اور آپس میں ملاپ کر لیں تو اللہ رحمت سے بخشنے والا ہے۔“

کفالت کا حق:

مرد کو عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے۔ اس میں اُس کی خوراک، سکونت، لباس، زیورات وغیرہ شامل ہیں:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ³¹۔

ترجمہ: مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔“

أَسْكُنُوا مِن مِّنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِن كُنَّ أَوْلَاتٍ فَاغْفُوهنَّ وَأَكْفُنَّهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِن أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْتُدُّوهنَّ وَأَمْرُهُنَّ بِأَمْوَالِكُمْ كَمَا أَنفَقْنَ وَإِن تَعَارَفْتُمْ فَانْفِقُوا وَلَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَا نَفَقْنَا لَعَلَّكُمْ تَكُونُونَ سَاهِبِينَ وَمَن يَتَّبِعِ اللَّهَ فَيُضِعْ لَهُ الْخُرَىٰ لَا يُلْقِهَا فِي سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَن قَدِرْ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكْفُلُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَانَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا³²۔

ترجمہ: تم ان (مطلقہ) عورتوں کو دوہیں رکھو جہاں تم اپنی وسعت کے مطابق رہتے ہو اور انہیں تکلیف مت پہنچاؤ کہ ان پر (رہنے کا ٹھکانا) تنگ کر دو، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ اپنا بچہ جنم لیں، پھر اگر وہ تمہاری خاطر (بچے کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کا معاوضہ ادا کرتے رہو، اور آپس میں (ایک دوسرے سے) نیک بات کا مشورہ (حسب دستور) کر لیا کرو، اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو اسے (اب کوئی) دوسری عورت دودھ پلائے گی O صاحب وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ سے) خرچ کرنا چاہیے، اور جس شخص پر اُس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اسی (روزی) میں

سے (بطورِ نفقہ) خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اُس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرمادے گا۔“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں عورت کے اس حق کی پاسداری کی تلقین فرمائی:

فاتقوا اللہ فی النساء فإنکم اخذتموهن بامان اللہ۔³³

ترجمہ: عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر اپنے ماتحت کیا ہے۔“

حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَنْ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ، وَ أَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى، وَلَا يَضْرِبُ الْوَجْهَ، وَلَا يَقْبِحَ، وَلَا يَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔³⁴

ترجمہ: ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا: عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے، اُسے برانہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا کہیں نہ چھوڑے۔

حسن سلوک کا حق:

ازدواجی زندگی میں اگر مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں تو ذمہ داریاں بھی ہیں۔ پہلے مرد کو حکم دیا:

وَعَايِشُ رُؤَيْبِنًا بِالْمَعْرُوفِ۔³⁵ ترجمہ: عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو۔“

ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهله۔³⁶ ترجمہ: تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنے اہل (یعنی بیوی بچوں) کے لیے اچھا ہے۔“

خاوند پر بیوی کا یہ حق ہے کہ وہ بیوی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے:

وَلَا تُمَسِّسْ كُؤَيْبِنًا ضِرَارًا لَتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ بَهْزُؤًا۔³⁷

ترجمہ: اور ان کو ضرر پہنچانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکے رکھو۔ جو ایسا کرے گا اس نے گویا اپنے آپ پر ظلم کیا اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بناو۔“

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال: يا رسول الله! انى كتبت في غزوة كذا وكذا وامراتى حاجة، قال: ارجع فحج مع امراتك۔³⁸

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال: كنت مع عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما بطریق مکة فبلغه عن صفیة بنت ابی عبید شدة وجع، فاسرع السير حتى اذا كان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلى المغرب والعتمة يجمع بينهما و قال: إني رايت النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا جد به السير اخر المغرب و جمع بينهما“³⁹۔

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہیں اپنی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ بنت ابوعبید کے بارے میں خبر پہنچی کہ وہ سخت بیمار ہیں۔ انہوں نے رفتار تیز کر دی اور مغرب کے بعد جب شفق غائب ہو گئی تو سواری سے اترے اور مغرب کی نماز ادا کر کے نماز عشاء بھی اس کے ساتھ ملا کر پڑھی اور فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر طے کرنے میں جلدی ہوتی تو مغرب میں دیر کر کے مغرب و عشاء کو جمع فرمالتے۔“

خلع کا حق:

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بد اخلاقی، مکاری یا اس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اُسے ناپسند کرے اور اُسے خوف ہو کہ حدود اللہ کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور یہ کسی عوض کے بدلے ہو گا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ“⁴⁰۔

ترجمہ: پس اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو (اندریں صورت) ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ بندھن سے) آزادی حاصل کر لے۔“

اظہار رائے کی آزادی کا حق:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت مبارکہ پر عمل خلافت راشدہ کے دور میں بھی جاری رہا اور رائے دہی کے معاملات میں خواتین کو بھرپور شمولیت دی گئی۔ حضرت مسور بن حزمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جانشین کے انتخاب کے لئے چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف کو چیف الیکشن کمشنر نامزد کر دیا گیا۔ انہوں نے استصواب عام کے ذریعے مسلسل تین دن گھر گھر جا کر لوگوں کی آراء معلوم کیں جن کے مطابق بھاری اکثریت نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائے جانے کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس الیکشن میں خواتین بھی شامل ہوئیں اور تاریخ میں پہلی بار ایسی مثال قائم کی گئی۔⁴¹

جبکہ آج کے دور دور میں ہم سیاسی معاملات میں عورت کی شمولیت کا سہرا مغرب کے سر رکھتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے آج سے چودہ سو سال قبل عورت کو رائے حق دہی کا حق عطا کیا۔

نکاح اور شادی میں فرق:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر نکاح سے مراد وادجی شادی ہی تھا تو اس کو الگ سے سنت کیوں کہا؟ کیا صحابہ شادیاں کرنے سے رک گئے تھے؟ جب ایسا نہیں تھا تو ضرور نکاح اور شادی میں فرق ہے کیونکہ سنت تو وہ طریقہ ہے جو اللہ کے قریب لے کر جاتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے نکاح اور شادی میں فرق واضح ہوا کہ اس وقت بھی شادیاں دنیا بھر میں ہو رہی تھیں مگر ان سب میں کوئی مقصدیت نہیں تھی صرف خواہش اور بقائے نسل کی بنیاد پر شادیاں ہو رہی تھیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مقصدیت کی بات کی کہ نکاح میں دو مسلمان مرد، عورت) جن کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کر کے جنت حاصل کرنا ہے وہ اللہ کے نام پر جمع ہوتے ہیں کہ اس مشن میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے اور جو اولاد ہوگی اس کو بھی اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی تربیت دیں گے۔ نکاح کے بعد مرد کی ذمہ داری ہر قسم کی حفاظت کا مہیہ کرنا ہے خاص طور پر معاشی حفاظت جس کا پہلا ثبوت مہر کی شکل میں دیتا ہے۔ اور عورت کی ذمہ داری ہے سکون دینا۔ اور دونوں کی زندگی مودت اور رحمت کے رویے کے ذریعے تیز ترین طریقے پر چل سکتی ہے۔ جبکہ شادی میں یہ مقصدیت نہیں ہوتی۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً⁴²۔

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔

ایک غلط فہمی:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ص وَاللَّيْجَالِ عَلَيَهُنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ⁴³۔

ترجمہ: (اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر، بمشروع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

درج بالا آیت اور "تو ام" والی آیت کے حوالے سے یورپ کی طرف سے بہت اعتراضات کیے جاتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا درجہ باقاعدہ کم رکھا گیا ہے۔ اس کا ثبوت درج بالا آیات ہیں۔ یہ صرف زاویہ نظر کی بات ہے۔ قرآن میں اللہ نے صاف فرمایا ہے کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس نے مرد و عورت دونوں کی تکریم کی بات کی ہے بغیر فرق کے اور فرق صرف تقویٰ کی کمی بیشی پر رکھا ہے عورت مرد ہونے پر نہیں تو اس تمام پس منظر کے ساتھ اگر آیت کو دیکھیں تو یہ اعلیٰ ادنیٰ درجہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ذمہ داری کے حوالے سے ذکر ہو رہا ہے کہ جب مرد کی یہ ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ اس قیمتی مخلوق (عورت) کی حفاظت کرے تو اس حوالے مرد کو درجہ دیا کہ اس کی بات کو مانا جائے تاکہ حفاظت صحیح طور پر ہو سکے۔

آج کے مسلم معاشرے میں عورت کے ساتھ ناانصافی کے اسباب اور تجاویز:

آج کے مسلم معاشرہ عموماً صرف اسلام کا دعویٰ دار رہ گیا ہے عمل سے دور ہو گیا اور اس کی ترجیحات دنیا پرستی اور خواہشات کی تکمیل میں پڑ جانے کی وجہ سے بدل گئیں ہیں اس لیے وہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کے مقام سے ہٹ گیا ہے اور زندگی کو بے مقصد بنا لیا ہے اور جو ابد ہی کے احساس کو بھی چھوڑ دیا ہے تو اس نفسیات نے اس کو عملاً ظالم اور غیر متوازن بنا دیا ہے۔ صبر اور دوسرے کے لیے اللہ کی رضا کی خاطر قربانی کا جذبہ ختم ہو گیا ہے اس وجہ سے مسلم معاشرے میں ناانصافیاں اور ظلم کا رواج ہے۔

تجاویز:

- اس مسئلے کا حل بنیادی طور پر توجوع الی اللہ ہی ہے۔
- باعمل علماء اور مصلحین کو غلط رویوں کی اصلاح کے لیے زور دار طریقے سے مہم چلانا چاہیے۔
- سب کو شعوری مسلمان بنانے کی مہم چلانا چاہیے تاکہ وہ ہر قدم اور اقدام سے پہلے سوچیں کہ یہ قدم یا اقدام اللہ کو پسند ہے یا نہیں تو ہی انصاف ہوگا۔
- نکاح سے پہلے مسلمان ہونے کا مقصد اور نکاح کا مقصد اور اس کے بعد کی ذمی داریوں کی مکمل وضاحت اور ذکر ہونا چاہیے۔ اور ازدواجی زندگی کے حوالے سے سیرت رسول ﷺ کے جو نمونے ہیں ان کا ذکر اور اشاعت ہونی چاہیے۔ یہ بات واضح رہے کہ اسلام میں مرد خاتواہ کا کوئی تصور نہیں۔ مرد کو جو درجہ دیا گیا ہے وہ ایک باعمل، سیرت کے مطابق چلنے والے مرد کی بات کی گئی ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم اور طریقے کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھار رہا ہو۔ اور عورت کی قدر بھی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق چلنے اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے پر ہے۔
- جو لوگ اپنی خواہش اور عقل کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنے فیصلے کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کے نتائج ضرور بھگتیں گے۔ ان اک ذمہ اسلام پر نہیں الایہ کہ وہ رجوع کر لیں۔

حواشی و حوالہ جات

¹ القرآن: النحل: ۵۹-۵۸

۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سمبستی، کتاب الطلاق، باب فی المسلم وعندہ نساء اکثر من اربع، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، سن ندارد،

² ح ۲۳۱/۲، ص: ۲۸۴۔

- ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الریحل یسلم وعنده عشر نساء، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان،

³ ۲۰۰۰ء، ج: ۱۱۲۸، ص: ۳۲۶

⁴ - مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ۱/۵۹۰

⁵ - صارم، عبدالصمد، مقالات صارم، حجازی پریس، لاہور، س۔ن، ص: ۸۸

⁶ - القرآن، النساء: ۱۲۹

⁷ - علی، خالد، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص: ۳۶۱

⁸ - سعید، امر علی، عورت اسلام کی نظر میں، آئینہ ادب، انارکلی، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص: ۲۹

⁹ - صارم عبدالصمد، مقالات صارم، حجازی پریس، لاہور، س۔ن، ص: ۸۵

¹⁰ - ایم عبدالرحمن، عورت انسانیت کے آئینے میں، ثناء اللہ خان، لاہور، ۱۹۵۷ء، ص: ۸۸

¹¹ - سعید، سید احمد علی، مفتی، عورت اسلام کی نظر میں، آئینہ ادب انارکلی، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص: ۳۸

¹² - ندوی، عبدالقیوم، مولانا، اسلام اور عورت، الہدیر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص: ۲۵

¹³ - کر سنن سین، آر تھر، پروفیسر، ایران بجد ساسانیان، مترجم، ڈاکٹر محمد اقبال، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۳۱ء، ص: 18، 19

¹⁴ - کر سنن سین، آر تھر، پروفیسر، ایران بجد ساسانیان، مترجم، ڈاکٹر محمد اقبال، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۳۱ء، ص: ۲۲۹

¹⁵ - ایران بجد ساسانیان، ص: ۳۳۶ - ۳۳۷

¹⁶ - عورت اسلامی معاشرہ میں، ص: ۲۷

¹⁷ - کتاب استنشا، باب: ۲۴، آیت: ۱

¹⁸ - برگ وید، منڈل: ۱۰، سوکت ۸۶، رچا، ۱۰، بحوالہ تمدن ہند، ص: ۲۴۵

¹⁹ - منوچی، مہاراج، منوسمرتی، ادھیائے ۳، شلوک ۶۱، بھائی تارا چند پبشرز، لاہور، س۔ن، ص: ۴۴

²⁰ - القرآن الکریم: نوح: ۱۷

²¹ - القرآن الکریم: الرعد: ۲۹

²² - القرآن الکریم: المؤمن: ۴۰

²³ - القرآن الکریم: النور: ۳۰

²⁴ - القرآن الکریم: النور: ۲۷-۲۸

²⁵ - ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فضل العلماء، 1: 81، رقم: 2224

²⁶ - القرآن الکریم: النساء: ۳۲

²⁷ - عبدالرزاق، المصنف، 7: 64، رقم: 12201

²⁸ - القرآن الکریم: النساء: ۲۰

²⁹ - القرآن الکریم: البقرہ: ۲۳۶

³⁰ - القرآن الکریم: البقرہ: ۲۲۶

- 31۔ القرآن الکریم: النساء: ۳۴
- 32۔ القرآن الکریم، 65: 6-7
- 33۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 2: 889، رقم: 2 1218
- 34۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب النکاح، باب حق المرأة: 1: 593، رقم: 2 1850
- 35۔ القرآن الکریم: النساء: ۱۹
- 36۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 5: 907، رقم: 2 3895
- 37۔ القرآن الکریم: البقرة: ۲۳۱
- 38۔ بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب کتابة لإمام الناس، 3: 1114، رقم: 2896
- 39۔ بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب السافر إذا جد به، 2: 639، رقم: 2 1711
- 40۔ القرآن الکریم: البقرة: ۲۲۹
- 41۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاحکام، باب کیف یابیح، 6: 2634، 2635، رقم: 2 6781
- 42۔ القرآن الکریم: الروم: ۲۱
- 43۔ القرآن الکریم: البقرة: ۲۲۸